# وصال

از جناب شیخ وحید احمد صاحب مسعود۔ شیخو پورہ (بدایوں)

جدّ و جہد ظاہری ہو یا باطنی بے مقصد و بیکار نہیں ہوتی۔ مفید و مضر نتائج بھی معنیٰ رکھتے ہیں۔ کوئی فراق کو عین مقصد سمجھتا ہو کوئی وصال کے لئے دین و دنیا تج دیتا ہے مگر یہ مسلم الثبوت ہو کہ وصال کا نتیجہ اضمحلال ہوتا ہے اسی لئے جدّت و رنگینی کا تقاضا ہوتا ہو کہ کوششِ وصال کو وصال سمجھا جائے۔ کوشش وصال خود فراق کا ثبوت ہو اور توحید میں ثنویت نمایاں کردیتی ہو۔ اب اگر اس سعیِ وصال کو نور اور روشنی سے تعبیر کیا جائے تو نور اور روشنی میں سایہ کہاں ہو۔ ظلّیت تو ایک اضافی شے ہو، بے معنی ہو اور ہمیشہ نظر انداز کردی جاتی ہو۔

شاید مُدغم اور پیوست ہوجانے کو وصال سمجھا جاتا ہو لیکن یہ مغالطہ ہی نہیں ہو بلکہ غلط ہو۔ روشنی و تاریکی، بلندی و پستی۔ خیر و شر اور حرکت و سکون دو مختلف و متضاد اشیا رہیں۔ ان کے اجتماع کو شفق سے موسوم کیا جاسکتا ہو اور مجمع البحرین بھی کہا جاسکتا ہو۔ حقیقت میں دونوں اضداد کے متوازن ہوکر بغل گیر ہونے کا نام وصال ہو۔ میزان میں جہاں اوزان تُل جاتے ہیں وہی نقطۂ عدل ہوتا ہو۔ کمال و زوال کے ملنے کی جگہ مقامِ اتصال ہے جو نیکی کی حد ہو وہی بدی کی ابتدا ہو۔ تصوراتِ رنگین بے رنگی کی صورت اختیار کرلیتے ہیں اور یک رنگی میں دوئی نہیں ہوا کرتی۔ مشاہدات کی گُل کاریاں ایک نقطہ پر پہنچکر فنا ہوجاتی ہیں۔ ربِّ اضداد توحید چاہتا ہو۔ شرکت کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ وہ جہاں نیکی کی ہدایت کرتا ہو فوراً ہی بدی کی بھی مخالفت کرتا ہو۔ قہر و غضب کا اظہار ایک ہی سانس میں رحمت و فضل کے ساتھ مذکور ہوتا ہو۔ اس درمیانی دم کو ہی وصال سمجھنا چاہیئے۔ یہیں سے توحید کا سُراغ ملتا ہو۔ اسی دم اور نقطہ پر اہلِ قال کی قیل و قال امتیاز کرکے تفریق میں گرفتار کردیتی ہے یا پھر دَلدَل میں پھنس کر ریب۔ شک اور تذبذب میں مبتلا ہوجاتی ہے اور ظلّیت کی آڑ پکڑ لیتی ہے۔ یہ لمحۂ اتصال عارضی ہوتا ہے۔ اسے مستقل بنا لینا مومن کا مقصد اور طرۂ امتیاز ہو۔ اسی مقام کو حاصل کرکے صاحبِ دل دوزخ و جنّت سے بالا ہوجاتا ہو۔ اللہ غنی۔